

قیمت سالانہ عہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۸ جون سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۶

گلدستہ اخبار

فرانس میں عموماً یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ موسم خزاں کے قریب جرمن دریائے تک ہٹا دیئے جائینگے۔

روس میں اس وقت ۴۳ ملیارڈ کا کاغذی روپیہ چل رہا ہے

اس تازہ جنگ میں اطالویوں کے کل ۴۰ ہزار جانوں کا نقصان ہوا ہے۔ جو محاذ کی حالت اور دیگر امور کے لحاظ سے بہت ہی کم نقصان ہے۔

سمجھا جاتا ہے کہ آسٹریوں پر تازہ جنگ میں ایسی زد پڑی ہے کہ وہ کئی ہفتوں تک سر اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔

آسٹروی فوجیں بھاری نقصانات کے ساتھ پسپا ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اطالوی تعاقب میں ہیں۔

آسٹریلیا میں سے ۲۶۰۰۰۰ آدمی شامل جنگ ہوئے ہیں۔

جنرل لونڈنارت خاص سفارت پر دانمارک گیا ہے، اس ماہ کے آخر تک آسٹریلیا کا کل جنگی خرچ ۲۴۰۰۰۰۰ پونڈ ہوا ہے۔

آسٹریلیا کی آبادی میں سے ۸ فیصدی سے زیادہ جنگ میں بھرتی ہوئے ہیں۔

آسٹریلیا کی کل آبادی کے مقابلہ میں صرف ایک فیصدی کا نقصان اس جنگ میں ہوا۔

شہزادہ آرتھر آف کناٹ آجکل شہنشاہ جاپان کے مہمان ہیں ٹوکیو (جاپان) کے میئر نے باشندگان کی طرف سے شہزادہ آرتھر آف کناٹ کو ایک جوڑہ تلوار وں کا نذر کیا ہے۔

افسوس ہے کہ مینپوری کلیسیا کے پاسبان لالہ ...

جے سکلین کا صاحبزادہ بعارضہ بخار ۹ جون کو فوت ہو گیا۔

شہر ملتان سے نئے قرضہ جنگ میں ۶ لاکھ روپیہ سے زیادہ رقم وصول ہوئی ہے

بمبئی میں آجکل نئی قسم کا بخار غضب ڈھا رہا ہے جس سے سینکڑوں آدمی بیمار پڑے ہیں

بمبئی میونسپل ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا بیان ہے کہ یہ انفلوانزا کی ایک عام بیماری ہے۔ جو غیر معمولی طور پر پھیل رہی ہے۔ جو اکثر ماہ اگست میں ہوا کرتی ہے۔

دسواحی سندر سنگھ آجکل سیلون انڈو گو وغیرہ ممالک میں خداوند کی خدمت میں مصروف ہیں۔ خدا سے دعا کرنا لازم ہے کہ وہ اُنکے کام میں برکت بخشے۔ آسٹریا کے تمام تازہ جارحانہ حملوں میں ایک لاکھ اسی ہزار آدمی ضائع ہو گئے ہیں۔

تار برقیات

اٹلی کا میدان جنگ

لنڈن ۲۴ جون۔ ایک اطالوی مراسلہ مظہر ہے۔ کل ہم کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔ زیادہ زیادہ تنگ ہوتے ہوئے محاذ دریائے پیاؤ کے کنارہ پر دھکیلتے ہوئے توپخانہ اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے بلا توقف گولہ باری کرتے ہوئے دشمن مذکور نے دریائے مذکور کے دہنے کنارہ پر آٹھ دن تک سخت نقصان اُٹھاتے ہوئے اور سر توڑ جنگ کے وسیلہ اپنی پوزیشن کو قایم رکھتے ہوئے آخر کار ۲۲ جون کی رات کو دہنے کنارہ کیطرف پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ ہمارے توپخانوں کی تباہ کن آتشباری کے نیچے آسٹریوں کا دریا سے عبور کرنا اتوار کے روز جاری رہا۔ مگر آخر کار ہماری فوجوں نے انکو پسپا کر دیا۔ مونٹیلو اور دریائے پیاؤ کا تمام دہنا کنارہ ماسوائے میوزل پر ایک بہت ہی چھوٹے سے قطعہ کے جہاں پر جنگ جاری ہے ہمارے قبضہ میں پھر آگیا۔ اور ہم ہزار سپاہی اور بہت سے ہتھیار اور سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا۔ ہمارا میدان آسٹروی مردوں سے پٹا پڑا تھا جو ان کی شجاعت اور شکست کی ایک دلیل ہے۔

لنڈن ۲۴ جون۔ ایک اطالوی نیم سرکاری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جو آسٹریوں کا تعاقب کر رہے ہیں وہ پیاؤ کے بائیں کنارہ تک پہونچ گیا ہے۔ آسٹروی سب جنگی سامان چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ قیدیوں کا ابھی تک شمار نہیں کیا گیا اتوار کے روز مونٹیلو سے سمندر تک ہمارا دباؤ پڑا ہوا ہے۔ اس سے دشمن مجبوراً بے ترتیب ہو کر پیچھے ہٹ گیا تھا اور وہ دریائے پیاؤ کے دہنے کنارہ تک قریباً تمام مقاموں پر پیچھے ہٹا دیا گیا۔ شہر مونٹلو سنارا اور سر ونہ واپس لے لیا گیا ہے۔ اور دریائے پیاؤ کے ساتھ اطالوی فوجیں بکثرت لڑتی رہیں اور دہنے کنارہ کے پرانی لائن تک پہونچ گئیں۔ دریائے مذکور کے بائیں کناروں پر مقام کیپو سائل پر ہماری پیادہ اور سوار فوجوں نے کئی ایک مورچے دشمن سے واپس لے لئے۔ بم بازوں نے بھی بہت سے بیڑے دیگر مقامات پر دریا کے پار بھگا دئے گئے

لنڈن ۲۴ جون۔ ایک اطالوی جنگی مراسلہ کا بیان ہے کہ آسٹریوں کو نہ صرف مار ہی پڑی ہے بلکہ اُس کو ایک طرفہ مصیبت کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے۔ جس کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ فی الحال نہیں کیا جا سکتا۔ رات کے وقت آسٹریوں نے دریائے پیاؤ سے رجعت شروع کی امید ہے کہ اطالویوں کو ان کی رجعت کی خبر نہ ہوگی۔ مگر اطالیائی تلاوے جو دشمن کی لائینوں میں گھس گئے تھے انہوں نے معلوم کر لیا اور انہوں نے دشمن کی فوج پر سخت گولہ باری شروع کر دی۔ جس وقت کہ دشمن دریا سے عبور کر رہا تھا کل ۱۱ بجے صبح کے وقت بڑے زور کے ساتھ اطالویوں نے جارحانہ حملہ شروع کر دیا۔ فوج مونٹلو محاذ پر گھس گئی۔ اور آسٹروی فوجیں بے ترتیب ہو کر پیچھے ہٹنے لگیں۔ مقام نروسیا پر جسے اطالویوں نے پھر واپس لے لیا اطالویوں نے سامان جنگ سے علیحدہ آسٹروی توپیں پائیں اور ایسا ہی وہ اطاری توپخانہ بھی انہیں مل گیا جو دشمن کے جارحانہ حملے کے شروع میں اطالویوں کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ دریائے پیاؤ کے پانیوں میں آسٹریوں کی بہت سی لاشیں اور سامان بہے چلے جا رہے ہیں۔ اطالوی ہوا بازوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے آسٹروی فوجوں پر بم کے گولوں اور کلدار توپوں سے حملہ کیا۔

صحف جدید

یعنے نئے عہدنامہ کے صحیفوں کا تمہیدی بیان۔ دوسرا حصہ

پولوس رسول کے خطوط

من تصنیف پادری ایچ۔ سی ڈیلی ایم اے

یہ ایک نئی کتاب ہے جو نو برس کی محنت سے تیار کی گئی ہے۔ پہلا حصہ تو کئی برسوں سے مشتہر اور شایع ہو چکا ہے۔ اس کتاب سے تفسیر مراد نہیں ہے۔ بلکہ ان کتابوں کے بارے میں وہ سارا حال جو ان کے مقصد۔ مقام مصنف اور کلیسیا کے لوگوں کی عقلی اور روحانی حالت وغیرہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ ہر ایک تعلیم یافتہ مسیحی اور سب کارندے اس سے بہت فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب اعلی قسم کے کاغذ پر ۳۵۰ صفحوں میں ختم ہوئی ہے۔ جلد پختہ ہے۔ لودیانہ کے بک سٹور۔ الہ آباد اور لاہور کے بک ڈپو سے بقیمت مبلغ دو روپیہ (عہ) مل سکتی ہے۔

سر ائمز پر جو حلے جرمن نے حال میں کئے تھے وہ سب ناکام رہے۔

یکم اپریل سے ۱۵ جون تک کونسل بلوں کے ذریعہ سے ہندوستان سے ۴۰ ۹۷۵۶۹ پونڈ ہوم ٹریژری میں پہونچے ہیں +

ایڈیٹوریل نوٹس

کلیسیائی سلف گورنمنٹ یہہ ہم کیوں چاہتے ہیں؟

(۵)

کلیسیائی سلف گورنمنٹ کی تائید میں میری آخری دلیل یہہ ہے کہ زمانہ اس امر کا متقضی ہے۔ یہہ وہ زمانہ ہے جس میں قومیت کی روح تمام دنیا میں پھیل ہوئی ہے بہت سی قوموں کے درمیان خارجی حکومت سے نفرت اس بیقراری کی خاص وجہ ہے مشن فیلڈ کی کوئی کلیسیا بھی قومیت کی اس طبیعت کے اثر سے بچی ہوئی نہیں ہے فارن مشنریوں کی فوقیت کے خلاف جو شکایتیں ہیں وہ ہندوستان ہی میں مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ یہہ شکایتیں چین جاپان اور بہت سے دیگر ایشیائی اور افریقی ممالک سے بھی سننے میں آرہی ہیں۔ اور ڈاکٹر وٹ صاحب کہتے ہیں کہ یہ بے قراری جو اس حالت سے پیدا ہورہی ہے۔ زیادہ نوجوانوں کے کلیسیائی خدمت میں اپنے آپ کو دیدینے کی راہ میں روکاوٹ ثابت ہورہی ہے۔ پرانے زمانہ میں کلیسیا اپنی طفلی حالت میں صلاح مشورہ اور رہنمائی کے لئے مشنری کی دست نگر تھی اور موجودہ زمانہ کے مسیحیوں کی زیادہ پرانی پشت میں ایسے آدمی پائے جاسکتے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ پرانے ایام اور پرانے طریقے ہی بہترین ہیں مگر آجکل طاقتور اور سن بلوغت کو پہنچی ہوئی کلیسیا جو مسیحی نوجوانوں کی پشت ہے اور جو آزادگی اور زندگی کے مغربی اعلے خیال سے متاثر ہورہے ہیں چاہتی ہے کہ اپنی ہی تجاویز کے مطابق اپنا انتظام اور کام کرے۔ جیسا سلطنت میں ویسا ہی کلیسیا میں بھی دنیا جمہوری سلطنت اور آزادگی کی طرف گامزن ہورہی ہے۔ اور یقیناً وہ ہندوستانی کلیسیا کے اندر اپنے پیچھے امرا کی حکومت چاہتی ہے۔ کلیسیائی مدبرین کو لازم ہے وہ اُس کی حکومت کو موجودہ بدلتے ہوئے زمانہ کی انتہا تک پہنچادیں۔ اور کلیسیا کے اندر کام کرنے والی قوتوں کی آج اُن مناسب وسائل کی طرف ہدایت کریں تاکہ وہ ہندوستانی کلیسیا کو زندہ اور مضبوط کردیں۔

مگر دوسری جانب یہہ استدلال بھی کیا جاسکتا ہے کہ مشنریوں کی پوزیشن اس امر کی متقضی ہے۔ کہ اُس پر زیادہ مناسبت کے ساتھ غور کیا جائے وہ تاریک ملک میں روشنی لائے ہیں اور انہوں نے سچائی کی راہ کی طرف اُن لوگوں کی رہنمائی کی ہے۔ جو تاریکی کے اندر شامل رہے تھے۔ جو مشکلات اور خطرات اُن کو اس رہنمائی کے کام میں درپیش آئے وہ بیشمار تھے پس جن لوگوں کو وہ روشنی اور نجات میں لے آئے اُن کی طرف سے زیادہ تر شکریہ حاصل کرنے کے وہ مستحق ہیں۔ مگر ہم اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مشنری کام سیاسی اور نوآبادیات کے کاموں کی بہ نسبت جو محض مادی مقاصد کے نقطۂ خیال سے کئے گئے ہیں متفرق ہے۔ مشنری یہ نہیں چاہتے کہ وہ ہندوستانی کلیسیا میں اپنے ہی فوائد کے کام کرتے ہیں۔ انہوں نے جن کھیتوں میں صرف روحانی بیج بویا ہے۔ اُن میں سے وہ کوئی زمینی فصل اکٹھی کریں۔ مزید برآں انہیں یہہ بھی فراموش نہ کردینا چاہئے کہ پرانی پالیسی اُن کے اُن کارہائے نمایاں کی کامیابی کو ملیامیٹ کردیتی جو انہوں نے خدا کے نام اور اپنے ممالک کی کلیسیاؤں کی طرف سے کئے ہیں۔ پس یہہ مشنریوں کے لئے راستی اور انصاف کا موجب ہوگا۔ کہ جب بعض کوئی لائق ہندوستانی ملے تو ہندوستانی کو تدریج موقعہ دیا کریں۔ اگر ہماری تمام مشنری سوسائٹیاں اس طبیعت سے کام کریں تو ہندوستانی کلیسیا کے اندر کیسا زیادہ اچھا احساس کیسی بہت زیادہ زندگی اور کلیسیائی خدمت کے لئے کس قدر زیادہ قابل آدمی نظر آتے۔

مگر مذکورہ بالا استدلالات کا مشنریوں کی خاطر ہمارا سب سے عمدہ جواب یہہ ہے کہ اُن میں سے سب سے اچھے اور آزاد خیال مشنریوں نے ہندوستانی مطالبہ کی بڑے زور کے ساتھ حمایت کی ہے۔ ایک فیاض دل مشنری سنہ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر کے چرچ مشنری ریویو میں لکھتے ہوئے ہندوستانی کلیسیا میں سلف گورنمنٹ کے لئے حسب ذیل استدعا کرتا ہے۔ ہندوستان کی کلیسیا سن بلوغت کو پہنچ گئی ہے۔ وہ بالکل واجب طور پر چاہتی ہے کہ خود ہی تجاویز پیدا کرے۔ اور اپنا کام آپ کرے۔ اور اگر وہ وقتاً فوقتاً بدیسی طریقہ سے جس میں متفرق سوسائٹیوں پر حکومت کیجاتی ہے بیلوہتی کرے (اور وقتاً فوقتاً صحیح طور پر بیلوہتی کرتی بھی ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار کو معلوم ہوتا ہے) تو اُس سے ہمیں پریشان نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر ہندوستانیوں کو اُن کی کلیسیا کے اندر گورنمنٹ کا بہت ہی بڑا حصہ دیئے جانے میں کوئی خاص اقدام نہ کیا جائے تو جوں جوں زمانہ گذرتا جائے معاملہ زیادہ زیادہ نازک ہوتا جائیگا۔ . . . . جب تک کہ مدارس اور کالج یورپی مشنریوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جبتک کہ متفرق سوسائٹیاں یورپینوں اور امریکنوں سے باقاعدہ قائم اور حکمرانی کی جاتی ہیں۔ تب تک اُن سوسائٹیوں کے لئے والنٹیر کارندے پیدا کرنا اور اُن کو قائم رکھنا جیسا این۔ ایم۔ ایس نے کیا ہے ناممکن ہوگا نہیں والنٹیر کارندوں پر ہندوستان میں بشارت دینے

کے کام کا انحصار ہے۔ یقیناً وہ وقت آ رہا ہے جبکہ جیسا کہ ہم میں سے بعض کو نظر آ رہا ہے۔ ہم کو آجکل کے اخوات کو قربان کرنا اور اس دن کو خیر مقدم کہنا پڑیگا۔ جبکہ یوروپین لوگ ہندوستانیوں کے ماتحت کام پر قناعت کرینگے۔ یہ سبق سیکھنا ہم میں سے بعض کے لئے بڑا مشکل ہے۔ ہم مشنری اُس حلم کو سب سے پہلے ظاہر کرنے والے نہیں ہیں جو ہمارے اُستاد کا خاصہ تھا۔ یقیناً دلیرانہ تبدلات پیدا کرنے کا وقت ابھی ہے"۔ اس طویل اقتباس پر کسی قسم کے حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو آزادانہ طور پر تسلیم کر لی گئی ہیں۔ جن کی طرف اپنے تمام مشنریوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ خاص توجہ اس رائے کی طرف مبذول کیجاتی ہے جو تعلیمی درسگاہوں کے بارے میں ہے۔ ان تعلیمی درسگاہوں کے انتظام پر جو ہندوستان کے آنے والے زمانہ کے باشندگان اور ہندوستانی کلیسیا کے آنے والے لیڈروں کی تعلیم و تربیت کی بنیاد ہیں۔ ہندوستانیوں کا بہت ہی کم حصہ ہے۔ یا بالکل کوئی حصہ ہی نہیں۔ ان درسگاہوں کے پرنسپل یا منیجر ہمیشہ ہی یوروپین رہے ہیں اور ہیں بھی۔ مگر ہندوستانی مسیحی جیسا کہ کلیسیائی ویسا ہی تعلیمی زینہ کے نچلے ڈنڈے سے پرے بڑی ہوشیاری کے ساتھ رکھے جاتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اکثر امور میں ہندوستانی بھی یوروپین کی بہ نسبت کسی کالج کا پرنسپل ہونے کی زیادہ قابلیت رکھتا ہے اور اُس میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ جن کی تعلیم کے لئے یہ درسگاہیں ہیں۔ وہ اور ہندوستانی مسیحی ایک ہی نسل کے ہیں جن حالات اور تجربات کے درمیان سے وہ ذہنی طالب علمی کے زمانہ میں گزر چکا ہے وہ انہیں حالات اور تجربات کے مشابہ ہیں جن میں سے نوجوانوں کی موجودہ پشت گزر رہی ہے۔ وہ اُن کے جوشوں اور جذبات میں زیادہ ہمدردی کے ساتھ داخل ہونے کے قابل ہے۔ مگر نسلی ملحوظات کے سامنے ان تمام باتوں سے اغماض کیا جاتا ہے۔ کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک اور مشرقی حدود سے لیکر مغربی سمندر تک اس ناموزوں قانون کا عملدرآمد ہے۔ اور اگر کوئی مستثنیات ہوں تو ان سے بھی اُسی قاعدہ کا اثبات ملتا ہے۔

مشن کے کارندوں کے انتخاب میں انسانی اور الٰہی طریق میں فرق

آجکل جنگ کے موقعہ پر سلطنتوں کا یہی خیال اور کوشش ہو رہی ہے کہ جسقدر زیادہ روپیہ اور آدمی جنگ کے لئے فراہم کئے جائیں اتنا ہی تھوڑا ہے چنانچہ لاکھوں آدمی اور کروڑوں روپیہ اندھا دھند بہم پہونچائے جا رہے ہیں۔ مگر الٰہی فوج میں تعداد کی نسبت قابلیت اور شجاعت خاص طور پر مدنظر رکھی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال قاضیوں کے ۷: ۱ سے ۸ تک میں ملتی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچ مچ مخصوص شدہ مسیحی ہے اور جو شخص اپنے آپ کو کلیتہً خدا کی مرضی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اور اپنے ذریعہ خود خدا کو کام کرنے دیتا ہے وہ ایک سو بے حوصلہ اور ناقابل آدمیوں سے بہتر اور زیادہ مفید ہے۔ جدعون کی مثال سے کلیسیا کو یہی سبق ملتا ہے۔ "دی مشنری ریویو آف دی ورلڈ" نے اپنے ایک نمبر میں اسی واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک امریکن مشنری لیڈی کی ایک کتاب "ففٹین ایرس امنگ دی ٹاپ ناٹس" سے ذیل کا اقتباس درج کیا ہے۔ جو غیر ممالک کے مشن فیلڈز میں فارن مشنریوں کی بلاہٹ اور روانگی کی آرزو کے بارے میں ہے اور جو نہ صرف فارن مشنریوں ہی پر صادق آتا ہے۔ بلکہ ہر ملک کے دیسی منادوں اور واعظوں اور پاسٹروں پر بھی چسپاں ہوتا ہے۔ وھوہذا

خدا نے چمکتی ہوئی تلوار کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کیا تھا جو فردوس کے دروازہ پر نگہبانی کرتا تھا۔ ..... ہم میں سے بعض خدا سے یہ دعا کرتے کرتیں ہیں کہ خدا ہمارے مشن فیلڈ کے دروازہ پہ کوئی ایسی چمکتی ہوئی تلوار مقرر کرے جو کسی ایسے مرد یا عورت کو اُن میں داخل نہ ہونے دے جو آگ کا بپتسمہ نہ لے سکے یا نہ لینا چاہے۔ جیسا آسمان میں ویسا ہی مشن فیلڈ میں بھی ڈرنے والے اور بے اعتقاد شخص کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ جدعون کی فوج کی مثل درخواستیں بہت کم قبول کیجائیں۔ تاوقتیکہ مستقل مزاج مخصوص شدہ۔ خدا پر بھروسہ اور اعتقاد رکھنے والے لوگ اور وہ خود اس بڑے حق اور بڑی بلاہٹ کے لئے قبول کئے جائیں۔ خدا کرے کہ وہی لوگ اس کی خدمت میں شامل ہوں جو اُس کے فضل سے اس بڑی عزت کے قابل ہوں۔

کلیسیا کا تعلق جنگی سپاہیوں کیساتھ

ہر ملک کا وطن پرست آج اس جنگ کی بابت جس کی نظیر تاریخ میں قبل ازیں معدوم تھی۔ اور جس نے آج دنیا بھر کو بیخ و بن سے ہلا ڈالا ہے سوچنے بات چیت کرنے اور جان و مال سے قربان ہو جانے میں بڑی دلچسپی لے رہا ہے کلیسیا بھی سپاہیوں اور جہازرانوں کی خبر گیری اور مدد کرنے میں دل و جان سے ایسی منہمک ہے کہ شائید ایسی کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ متفرق کلیسیاؤں کے پاسٹر اور مشنری سوسائٹیوں کے مشنری صاحبان اپنی اپنی کلیسیاؤں کے نوجوان ممبران کو فوجی خدمات کے لئے جوش دلا رہے ہیں تاکہ وہ اس طرح اپنے بادشاہ اور خدا کی خدمت میں مشغول ہو جائیں۔ اُن کو ترغیب دے رہے ہیں کہ وہ کھانے کپڑے میں اور دیگر اشیاء ضرورتہ



روزمرہ میں کفایت شعاری برتیں اور سپاہیوں کی ضروریات رفع کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ اُن کے لئے خدا سے دعا کیا کریں۔ اُنہیں اپنے عطیات سے آرام پہنچائیں۔ ایمبولنسوں اور دیگر دینی سوسائٹیوں کے ذریعہ سے اُن کی جسمانی اخلاقی اور روحانی غور و پرداخت اور نگہبانی اور امداد کریں اور اُن کو تمام غیر ضروری دکھوں اور مصائب سے بچائیں۔ یہ سب کلیسیا اس لئے جانفشانی اور زندگی سے کر رہی ہے تاکہ راستی اور امن کی اخیری فتح بہت جلد ہو کر خدا کی بادشاہی آدمیوں کے دلوں میں بہت جلد قائم ہو جائے۔ کلیسیائیں اپنے اپنے پاسٹر اور مشنیں اپنے مشنری سرکار کو مستعار دے رہے ہیں۔ تاکہ وہ فوجوں میں جا کر چیپلینوں کا کام کریں۔ وہ اپنی اپنی عمارتیں صلیب احمر (ریڈ کراس) اور وائی ایم سی اے وغیرہ کو زخمی سپاہیوں کے معالجہ اور آرام و آسائش کے لئے مفت وقف کر رہی ہیں۔ کلیسیا کا ہر ایک مرد و زن اپنا اپنا فرض ادا کرنے کا کام کر رہا ہے۔ جو باتیں خدمت کرنے کی راہ میں پہلے غیر ممکن معلوم دیتی تھیں وہ اب اُن کا معمول اور عادتیں بن گئی ہیں۔ اور کلیسیا میں جنگ کے متعلق نئی بیداری۔ نیا جوش۔ نئی سرگرمی۔ نئی ہمت اور نئی طاقت پیدا ہو گئی ہیں۔

لیکن کلیسیا کا ایک اور کام ہے ٭

کلیسیا نے ایک اور جنگ کرنا ہے۔ جو یورپی جنگ سے کہیں بڑھ کر شدید اور جانگداز ہے اور جس کا مدعا اور مقصد یورپی جنگ کے مدعا اور مقصد سے کہیں افضل اور مفید ہے۔ یعنی خدا کی روحانی اور ابدی بادشاہی کی اشاعت اور توسیع اور استحکام کسقدر مسیحی لوگ خدا کی بادشاہی میں شیطان اور دنیا اور جسم کی خواہشوں سے جنگ کرنے سے اس لئے شرماتے اور علیحدہ رہتے ہیں۔ کہ اُن میں بشارتی مہم میں شریک ہونے اور دلچسپی اور محنت سے کام کرنے کی اگرچہ قابلیت تو ہے لیکن حوصلہ اور دلیری نہیں ہے کسقدر ہندوستانی مسیحی نوجوان جو اپنا تعلیمی دور پورا کر کے مشنری کام میں شریک ہونے کا حوصلہ اور ہمت کرتے ہیں مگر جب کلیسیا کی طرف سے بے اعتنائی اور لاپرواہی نمودار ہوتی ہے تو کس طرح اُن کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ اور وہ مایوس ہو کر کلیسیا کی خدمت سے الگ تھلگ رہنے کی ٹھان لیتے ہیں۔ کیا اُن کو اس امر کا احساس نہیں ہوتا کہ یہ امور بھی اُن کی اس روحانی جنگ میں توپ و تفنگ کی مثل ہیں۔ جنگی زد سے وہ زخمی ہو کر اس روحانی میدان میں کام کے لائق نہیں رہتے کیا اُن کا یہ فرض نہیں کہ ایسے ایسے اور دیگر مہلک سامانوں کے اندر ہو کر اور اپنے روحانی سپہ سالار یسوع مسیح کے صلیبی جھنڈے کے تلے کھڑے ہو کر "اور سچائی سے اپنی کمر کس کے اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہن کر۔ اور اُن سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر" "اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے" لگا کر حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں" مردانہ وار جنگ کریں۔ ہر غالب پر غالب آئیں؟ اور آخرکار خداوند سے فتحمندی اور ظفریابی کا وہ سہرا اور تاج حاصل کریں جو مرجھاتا نہیں۔

مشن فیلڈ میں مشنری بھرتی

شمالی امریکہ سے گزشتہ چودہ برس کے عرصہ میں ۸۵۰۰ سے زیادہ نئے پروٹسٹنٹ مشنری ممالک خارجہ کے مشن فیلڈوں میں بھیجے گئے۔ اِن میں سے پانچہزار مستورات [illegible] مشنری تھیں جن میں ۲۱۲۲ مشنریوں کی میم صاحبات تھیں۔ یہ ساری بھرتی اُس قیمتی اور مفید کام کا بیّن ثبوت ہے جو امریکہ کی سٹوڈنٹ والنٹیر موومنٹ کی جانب سے کیا گیا۔ کیونکہ اِس مشنری بھرتی کی بڑی بھاری تعداد اسی تحریک کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے سنہ ۱۹۱۳ء میں سب سے زیادہ مشنری غیر ممالک میں بھیجے گئے یعنی ۸۰۰ مشنری۔ مگر سنہ ۱۹۰۶ء میں تمام دیگر برسوں کی بہ نسبت سب سے کم مشنری باہر گئے۔ یعنی ۳۲۴ مشنری سنہ ۱۹۱۶ء میں باوجود جنگی روکاٹوں کے ۲۷۷ مشنری کلیسیائی میدان میں غیر ممالک کے اندر گئے۔ اس مشنری تعداد میں پادری۔ غیر پادری تعلیمی صیغوں کے متعلق اُستاد وغیرہ۔ اور ڈاکٹر اور وائی ایم سی اے کارندے شامل تھے۔ مستورات میں شادی شدہ عورتیں۔ کنواری استانیاں۔ ڈاکٹر اور وائی ڈبلیو سی اے سکرٹریاں شامل تھیں۔

امریکہ سے جس قدر مرد اور عورت مشنری گزشتہ چودہ برس کے عرصہ میں ممالک خارجہ کی مشنوں میں گئے ہیں اُن سے کہیں زیادہ آدمی امریکہ سے ایک ہی دن میں یورپی جنگ کے میدان میں پہنچے ہیں۔ اس پر سٹوڈنٹ والنٹیر موومنٹ کے سکرٹری مسٹر ایف۔ پی ٹرنر صاحب مقیمی امریکہ کہتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ ۲ کروڑ پروٹسٹنٹ چرچ ممبران کی جماعت دنیا میں بشارت دینے کی ذمہ داری کو سنجیدگی کے ساتھ اپنے اوپر نہیں لیتے"

فلسطین میں امدادی کام

فلسطین کی بابت تازہ ترین بیان سے معلوم ہوا ہے کہ سریا و فلسطین کے امدادی فنڈ میں سنہ ۱۹۱۸ء کے اندر ایک لاکھ پونڈ کی مزید ضرورت ہے۔ برٹش حکومت کے نیچے اس فنڈ نے سریا اور فلسطین کی ازسرنو تعمیر میں بڑا بھاری حصہ لیا ہے۔ کیونکہ ترکوں نے جو مظالم وہاں کی رعایا

پہنچ گئے تھے۔ یعنی باشندوں میں جو انہوں نے فاقہ کشی اور امراض پھیلا رکھی تھی۔ اس فنڈ سے ان کی اُس بُری حالت کا معالجہ کیا جا رہا ہے۔ بالخصوص لبنان میں جہاں ان مصیبتوں سے ایک لاکھ ۵۰ ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس فنڈ کے ذریعہ پہلے تو ہزاروں پناہ گیروں اور اُن کو خوراک اور پوشاک بہم پہنچائی جاتی ہے جو اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں ہیں۔ دوسرے طبی امداد دیجاتی ہے۔ تیسرے بچوں کی خبر گیری کی جاتی ہے جن میں بے شمار یتیم شامل ہیں۔ اور چوتھے اُنہیں ملازمتیں دیجاتی ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے بی اے کے امتحان میں ہندوستانی مسیحی نوجوان

پنجاب یونیورسٹی کے متعلق

بی اے کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا۔ اور ہمیں یہہ دیکھ کو بڑی خوشی ہوئی ہے کہ لاہور سی ایم۔ ایس کے ڈیونٹی سکول کے پروفیسر قاضی خیر اللہ صاحب کا فرزند عزیز اللہ قاضی امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ یہہ پہلا مسیحی افغان جوان ہے جس نے بی اے کا امتحان پاس کیا ہے۔ ہم اُن کے والد صاحب پادری خیر اللہ صاحب کو خصوصاً اور لاہور سی۔ ایم۔ ایس کو عموماً مبارکباد دیتے ہیں جس کو اس نوجوان سے دینی خدمات کی بڑی توقع ہوگی۔ اس کے علاوہ مسٹر جوزف ڈیوڈ سنگھ کو بھی مبارکباد دیتے ہیں۔ جس نے بھی اس امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان کے علاوہ سی۔ ایم۔ ایس کے ہمارے بزرگ اور مہربان پادری آر۔ ایم واعظ صاحب کے فرزند سموئیل الطاف واعظ۔ جان ولیم کنھیا لعل (متعلقہ امریکن مشن) اور ایس این طالب یعنی بزرگ پادری طالب الدین صاحب مرحوم پاسٹر پریسبٹیرین کلیسیا واقعہ لاہور کے فرزند کو اُن کی اس امتحان میں کامیابی پر مبارکبادی دیتے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ سب خداوند کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینگے۔

پنجاب کے جیلخانوں کی رپورٹ پر حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب کی رائے

ہز آنر دی لفٹنٹ گورنر

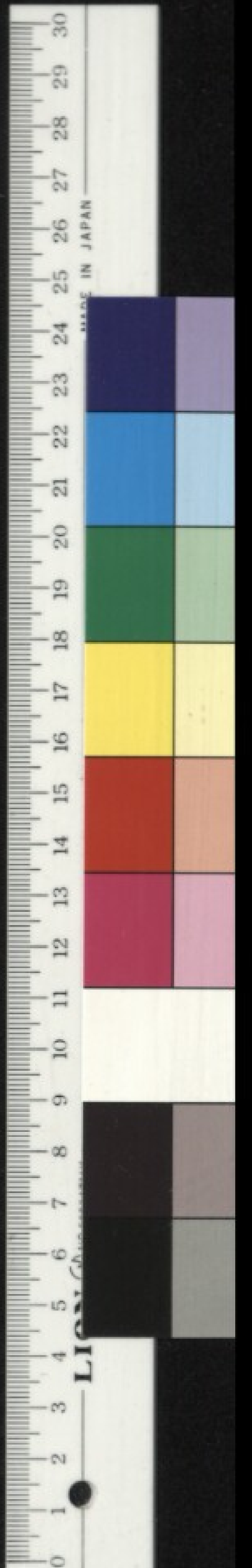
صاحب بہادر پنجاب کے جیلخانوں کی رپورٹ بابت ۱۹۱۷ء پر ریویو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جرائم عام طور پر بہت کم ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۶ء کی بہ نسبت سال زیر ریویو میں ۴ ہزار قیدی کم جیلخانوں میں داخل ہوئے۔ مزید برآں جیلخانوں کی آبادی میں ۱۱۰۱ قیدیوں کی اور کمی ہو گئی۔ کیونکہ جیل کاریں تو زندہ داخل کئے جا کر عراق عرب میں جنگی خدمات کے لئے بھیجدیئے گئے ہیں۔ اور جس قدر قیدی جنگی خدمات کیلئے سمندر پار بھیجے گئے ہیں اُن کی کل تعداد ۵۰۰۰ ہے۔ جو جیلخانوں کی آبادی کا ۱/۴ سے زیادہ ہے۔ پنجاب کے جیلخانوں نے نہ صرف دو جیل کاریں ہی پورے طور پر مہیا کئے ہیں۔ بلکہ دوسرے صوبوں کی جیل کارپس کی کمی بھی پوری کی ہے۔ ہز آنر نے مسٹر وارڈ اور اُن کے ماتحت کے دیگر افسران کو اُن کی اس کامیابی پر اور جو کام اُن جیل کارپس نے جنگ کے متعلق کئے ہیں۔ اور سب سے اعلیٰ درجہ کے فوجی افسروں نے جن کے کاموں کی داد دی ہے۔ اپنی رپورٹ میں اُن کو بڑی شاباش اور مبارکباد دی ہے۔ اسی کے متعلق ہز آنر نے اُس امداد کا بھی اعتراف کیا ہے جو فرید کوٹ۔ بہاولپور اور کپورتھلہ درباروں نے دی ہے۔ کھیوڑا کی نمک کی کانوں کے محکمہ نے اور دھاریوال کے کپڑے کے کارخانہ داروں نے جو قیدیوں کے کیمپ قائم کر کے کام کیا ہے اُس کا بھی اُنہوں نے قابل تعریف ذکر کیا ہے۔ غرضیکہ جو کام محکمہ جیل نے جنگ کے تعلق میں کئے ہیں۔ وہ ہر طرح سے قابل تعریف اور مبارکبادی کے مستحق بتائے گئے ہیں۔

کلکتہ کے انگلو انڈین کی میٹنگ

۱۹ جون کی

شام کو کلکتہ کی انگلو انڈین آبادی کی میٹنگ زیر صدارت مسٹر اے۔ ڈی بکفورڈ فراہم ہوئی۔ انگلو انڈین ایمپائر لیگ کے آرگنائزنگ سکرٹری مسٹر اے۔ جے لیونارڈ نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انگلو انڈین ایمپائر لیگ کا مدعا یہہ ہے کہ ہندوستان کے تین لاکھ انگلو انڈین میں سے کم از کم ۵۰ ہزار ممبر لیگ مذکور میں فراہم کرے۔ اس طرح وہ اپنی جماعت کو متفق اور متحد کر کے سب سے پہلے دیگر قوموں کی طرح امپیریل اور صوبائی ریپریزنٹیٹیو کونسلوں میں اپنے نمائندے بھیجیں۔ ان کا دوسرا مدعا انگلو انڈین ایمپائر لیگ کو مستحکم کر کے اپنے بیٹیوں اور بیٹیوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کرنا ہے کیونکہ اعلیٰ تعلیم کی انہیں اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اُس نے کہا کہ اگر لیگ میں کم از کم ۵۰ ہزار ممبر درج رجسٹر ہو جائیں اور ہر ایک ممبر کم از کم دو روپیہ ماہوار برابر چندہ دیتا رہے تو تین سال کے آخر میں لیگ کے پاس ۲ یا ۳ لاکھ روپیہ جمع ہو جائیگا۔ جس سے وہ اپنی قوم کے لئے ہندوستان میں نہایت ہی اعلیٰ اور عمدہ کالج تیار کر لینے کے قابل ہو جائینگے لیگ کی موجودہ طاقت بنگال میں ۱۵۰۰ ممبروں کی اور تمام ہندوستان میں ۵۰۰۰ ممبروں کی ہے۔

ہماری مسیحی ایسوسی ایشنوں اور لیگوں کو انڈین سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور اپنی قوم کی بہبودی اور ترقی کی راہ میں بڑی مستعدی اور جانفشانی اور بڑی بڑی قربانیوں سے کام مزل کر کے اُس کو پولیٹیکل اور مذہبی زینہ کے اوپر کے ڈنڈے پر پہنچا دینا اُن کا فرض ہے۔





قیصر جرمن کی امیدیں

برلن کا ایک نرہ ترین تار جو براہ

اسٹرڈم لنڈن سے موصول ہوا ہے مظہر ہے کہ حال ہی میں قیصر جرمن نے صدر مقامات عظیمہ میں اپنی تخت نشینی کی سالگرہ کے ایام بسر کئے یہ سالگرہ بڑی بڑی تقریروں کا ایک عظیم الشان موقعہ تھا۔ ہنڈنبرگ نے اپنی غیر متزلزل وفاداری کا از سرنو اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ جرمنی کے فرزندوں کی خاطر موت بھی گوارہ کرنے کو مستعد اور تیار ہے۔ اس نے یہہ بھی کہا کہ جرمنی کے باشندوں اور فوج نے دنیا بھر کے دشمنوں کے مقابل میں تاریخ دنیا میں اپنی طاقت اور ہستی کے حقوق کو کبھی ایسے طور پر ثابت نہیں کیا۔ جیسا کہ اب کر رہے ہیں۔ اور یہ اُن کے نہ تھکنے والے وار لارڈ (جنگی لارڈ) کے طفیل سے ہے۔

قیصر نے اپنی جوابی تقریر میں کہا۔ جب کبھی خطرات ہولناک ثابت ہوتے رہے تو اُس کو ہمیشہ خدا سے یہہ توقع رہی ہے کہ وہ اس کام کے لائق اور موزوں آدمی جرمنی کو عطا کریگا۔ چنانچہ یہ کام ہو بھی گیا اور خدا نے سلطنت جرمنی کو ہنڈنبرگ اور لوڈنڈارف عنایت کردیئے تقریر کرتے کرتے قیصر نے کہا کہ یہ جنگ دو عالمگیر نظاروں کے درمیان ہو رہا ہے۔ یعنی یا تو حق آزادی عزت اور اخلاق کے جرمن اصولوں کا غلبہ لازمی ہو یا انگلو سیکسن کی ممون (دولت کی دیوی) کی جیت یعنی فتحمندی ہو۔ آخر میں اُس نے کہا کہ ہم فتح حاصل کرینگے۔ یعنی جرمن مدعا کی فتح یہی امر متنازعہ کا حصہ ہے

پنجاب میں دو پولیس بٹالین

خبر ہے کہ پنجاب میں پیادوں کی دو پولیس بٹالین بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک تو عام خدمت کے لئے ہوگی۔ اور دوسری پلٹن حصاری کاموں اور اندرونی محافظت کے لئے ہوگی۔ اس مدعا کے لئے سپاہیوں اور افسروں کی والنٹیر بھرتی ابتدائی مدارج میں سب دلخواہ اور پر اطمینان ہے۔ امید ہے کہ جو افسران دونوں بٹالینوں پر حکمرانی کرینگے اور جو افسر اُن کے ماتحت کمانڈ کرینگے وہ زیادہ تر پولیس افسروں اور پنجاب کی کمیشن کے افسروں میں سے بھرتی کئے جائینگے۔ جو افسروں کی انڈین آرمی ریزرو میں داخل ہو چکے ہیں۔

فرانس میں جرمنوں کی حالت

رائیٹر کا نامہ نگار بتاتا ہے

مقیمی فرانسیسی صدر مقامات بذریعہ تار حال ہی میں اطلاع دیتا ہے کہ جو خطوط اور ڈائریاں جرمن مردوں اور قیدیوں کے پاس سے پائے گئے ہیں جو گزشتہ جارحانہ حملوں میں مارے گئے اور پکڑے گئے ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اس کی فتح کے جرمن سپاہی اور کچھ نہیں مگر صرف فتحمندی کے غصہ سے بھرے ہوئے ہیں خطوط لکھنے والوں کی دلچسپی اس بات میں نہیں ہے کہ انہوں نے فرانسیسی شہر فتح کر لئے ہیں۔ بلکہ فرانسیسی خوردو نوش کی دوکانوں کا خاتمہ کرنا اور لوٹ مار ہی ہے۔ انہیں بھوک اور نقاہت خوراک کی شکائتیں زیادہ ہوتی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی فرانسیسی مقابلہ سخت نقصانات اور ہر قسم کی تکلیفات کی سخت شکائتیں ہیں۔ ایک ہسپتال کا جس کو فرانسیسی چھوڑ کر چلے گئے تھے ذکر کرتے ہوئے ایک خط کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ جرمن ہسپتالوں کا مقابلہ اس ہسپتال سے نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے ہسپتالوں کی نسبت دشمن کے ہسپتالوں میں زخمیوں کی دس گنا زیادہ اچھی طرح خورد برداخت کیجاتی تھی اُنکی ساری چیزیں بہت ہی صاف ہیں۔

(ہم ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ دار نہیں)

جون صاحب بھارتی سبھا

من میں بھارتا بھی یہی جون ہے

دھن ہمارے بھاگ کر پاکینی جون

برنسٹی رتو کی پرسشا کیوں نے اپنی کویتا میں بڑی بڑی سرا ہنا کر ڈالی ہے۔ اس کلی کال میں مہاراج تلسی داس گوسائیں کی کویتا کا "رامائن" ایک ہی گرنتھ ہے جسکا پرچار نہ کیول سناتن دھرم ہی میں ہے پرنتو اسنے اسنہ دھرموں کے انویائی اس کو مانا کرتے ہیں۔ سول ملٹری افیسرس اس کی بھاشا کو ٹوک پر ہی جانکے پڑھتے ہیں۔ اس میں جیسی نیتی دیکھنے کے ہیت لائرس اپنے ذیل ابھیاس میں رکھتے ہیں۔ اس کے بہت سے کانڈوں میں سے ادتم ادتم سدھانت لے کے سکشا بھاگ کے کورس میں رکھے جاتے ہیں۔ انہیں کبھی مہاراج نے برشا رتو کے بشے میں یوں کہا ہے۔

"برشا رتو رگھو رتو آئی"

مسلمان بندھو لوگوں نے اس کو رحمت باران کہا ہے۔ کرشچین لوگوں میں برشٹی کے انوگرہ کے ہیت سپیشل منٹنگیں کیجاتی ہیں چرچ آف انگلینڈ کی کامن پریئرس بک میں لشتیس پر انتھنا نیت کی گئیں ہیں۔

"تات پریہ کہ جب گوسوانا مہاشی ترپن ہوتے ہیں۔ اُس سمے برشٹی کرتے ہیں۔ ابھی بھارت ورش کے بہت سے پرانتوں میں "من سون" ارتھات چھوٹی برسات۔ آرمبھ نہیں ہوئی پرنتو آجکل جہاں شبھ بھارتی منسٹری ٹریونی دے رہا ہے۔ وہاں پرتی دن برشٹی ہوتی رہتی ہے۔

پرات کال کے تین بجے سے منس گارڈن یا مالی کی ڈیوٹی ساڑھے نو بجے تک مدھیان کال کے ۱۲ بجے سے ڈاک دیکھنا اور دو بجے سے ڈاک سیچ کرنا۔ آج مدھیان کال کے دو بج رہے ہیں جھبر جھبر برشٹی ہو رہی ہے۔ بھانت بھانت رنگ برنگے میگھ اور منڈلے بجے ہیں۔ آکاش میں دھنوش خوبھاکاں ہو رہے ہیں۔ ہماری گاری پر جہاں اور اور دھارمک گرنتھ خوب بھاکاں ہو رہے ہیں۔ اُن میں چھبیل چھبیلا نور افشاں بھی خوب سوبھت ہو رہا۔ جوں ہی کر جوڑ اشٹ دیو کو سمرن کر کر بڑہایا۔ میں پریہ نور افشاں پایا۔ ۱۷ مئی ۱۹۱۸ء پرشٹ (کالم نمبر ۲) میں ''سوامی نربھیانند سے ایک نویدن'' درشٹ آیا۔ پڑھ کے من پھولا نہیں سمایا۔ اسنتیہ بڑھے کو بڑہاپے میں دور کی سوجھی۔ قلم دوات کو دا آیا۔ اور گوڈا فرمون کہہ کے سر جھکایا۔ اے پیارے قلم کیا تیرے من بھایا۔ بھایا بھویا کچھ نہیں۔ ماسٹر پی جون صاحب بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایس آنکی پڑھنے مجھے۔ تب کیا بڑھے بھارتی کو لکھنے کا کام پڑا۔ نہ بڑھایا نہ گھٹایا۔ جون صاحب یہی جان آیا۔ آخر سرمیں کر مچاہی ورڈنگ کارڈ لایا۔ بھارتی نے اُٹھ کے گلے لگایا۔ پرنتو ماسٹر صاحب نے بڑے سُریلے راگ میں **سنیاسی مشن** کی اور مشنریز کے پریم کی پرسنشا کا گیت گایا۔ سنیاس میں ایک پرشن دھر جایا!

پاٹھکوں سے یہ بات چھپی نہیں۔ آجکل براہمن منڈلی۔ خدام ہیرزادے۔ سادھو۔ اتیاد ایک کو منتری کیجئے دو چار ساتھ آتے ہیں۔ ایسا ہی پیتم جون صاحب کا پرشن ہے۔ کہنے کو ایک اور ہیں دو (۱) سالانہ رپٹ (رپورٹ) (۲) سپتاہک ماسک دھارمک پتر (ہماری رسالہ یا اخبار) کیا آپ کی منڈلی میں دھارمک سماچار اخبار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور نیمی کوئی ایسا پتر ہے تو آپ اُس کا نام اور بانے کا پتہ نور افشاں دوارہ ہم کو بتایئے۔

بھارتی۔ آہا پیارے چھوٹا بھائی بھی دست راست کہا گیا ہے۔ ہے! چھوٹے بھیا جس گھر میں جو رہتا ہو اُس گھر کے کچھ گن دیشتہ آجاتے ہیں۔

بانکی پور کے بھیا۱؎ جون۔
بھارتی سے ہو دو ن۔

(شعراء برادران معاف فرمائیں گے۔ یہ شاعری نہیں بلکہ بھارتی کی تگ بازی۔)

اینول رپورٹ (وارشک بورن اگر وتار این ناشری ناتھ کے سمئے سے نانا روپ میں یہ برن پرکاش ہوتا چلا آیا ہے۔ ایک سمئے تال (تاڑ) کے پرنوں (پتوں) پر جب سے کاگز (کاغذ) چلا اُس سمئے سے کاگج پر بڑی سندرتا کے ساتھ نانا پرکار کی سیاہی رنگوں اور بیل بوٹوں کے ساتھ سنسکرت بھاشا میں پرکاش ہوتا ہے۔ ہماری مشن کے لشپ سے اور ایک کیٹی کسٹ دسادھان ادپیشک ہ تک یہ پہنچتا ہے کانگریشن کے ممبر میں جو پرتھم خبر مینی میں ہیں اس کر دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اُس کو پراپت کرنے چاہتے ہیں وہ لوگ اپنے سرکل لشپ (پرانتک آچاریہ) کے دربار میں اپنی شکتی اور شردھا انوسار بھینٹ پوجا دے کے پراپت کرتے ہیں۔ جس منڈلی میں جس دوس پرکاش (یعنی سالانہ رپورٹ کا سنایا جانا) ہوتا ہے۔ اُس دن گوروبھنڈارا (پریھو بھوج) عشاء ربانی کی رسم ہوتا ہے۔ گھر گھر پرب منایا جاتا ہے۔ جب کبھی کسی کی اچھا ہوتی ہے تب وہ اپنا نویدن اپنے ماسٹر مہاتمے کرتا ہے۔ اور جب نویدن گرہن کیا جاتا ہے۔ اُس سمئے نزدیک منسٹر سے لے کے اپنے سرب لوکل بھراتاؤں کا اپنے گھر منتری کرتا ہے۔ اور اپنے پرسٹ انچارج کی سپرنٹنڈنٹ پرجا دے کے ڈنڈوت کر کے اپنے جیون کو سپھل کرتا ہے۔ جیسے ہم لوگ اپنے دیوبھگوان (یہوہ) بائبل کو پوترتا کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اُسی بھانت اُس برن کو بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے مغربی ڈھنگ کے بھراتا گن ہم کو بدعتی کہیں گے۔ اس کہنے سے نہ ہم چنھیں گے نہ ٹھنیں گے۔ ہماری مشن کا جو نیم ہے اس کے انوسار کرتے ہیں۔

پیارے جون! یہی جان کہہ دینا اُچت ہے کہ مغربی مشنس کی بھانت اس کے چھپنے اور بٹنے کی آشا نہیں۔ کان دے کے سنئے۔ ہم لوگ رومن کیتھلک نہیں۔ ہماری مشن میں دھرم کی جیسی کچھ مریادا؎ ہے ویسی رومن کیتھلک میں کہاں۔ اُن کے یہاں تو رپورٹیں چھاپی جاتی ہیں۔ وہ بھی تو مغربی ڈھنگ پر چلتے ہیں۔ کیول پروٹسٹنٹ لوگوں سے کچھ ادھک مریادا ہے۔ پرنتو سنیاسی مشن بالکل اپنی دیسی ریت پر چلتا ہے سمرن رہے کہ بھارت ورش دو دُھن کرتا چلا آیا ہے۔ بودھ مہاراج نے بناؤ دوش اپنا بھارت ورش میں دھرم پرچار کرنا چاہا۔ بھارت کے بھگوان جگت گرو شنکر اچاریہ نے پرگھٹ ہو کے بودھ مہاراج کو بھارت ورش سے نکال دیا۔ اور یہ دھرم چین جاپان۔ منگولیا۔ منچوریا۔ سیام کو چلا گیا۔ مسلمانوں نے کھڑگ (تلوار) سے دھرم پرچار کرنے چاہا۔ پرنتو بناؤ دوش کسی کے من نہ بھایا۔ جیسا آیا۔ ویسا ہی بھگایا۔ ہمارے مغربی ڈھنگ کے ناشری ناتھی۔

۱؎ پاٹھک گن ابھیا شبد کی سنتی مانگے پڑہیں تو ٹھیک ہوگا۔ بھارتی۔

؎ مریادا اُس سمئے آٹیکل لکھ کے سمجھا دکھائینگے کہ مریادا ہی دھرم کا مول ہے۔ اس کو بھولنا ہی بھول ہے۔ بھارتی۔



بھرتا گن بھی بنا ٹرورخن کے بھارت ورش کے لوگوں کے سنمکھ پرگٹ ہوئے۔ اس میں کسی پرکار کا سندیہہ نہیں مغربی مشنوں نے بہت ہی کچھ اونتی کی۔ پرنتو جس پرکار ناری مشنریز کے بہتو مولیہ پران گئے اور دھن اٹھا اس کو بچار کرتے سے کچھ بڑی بھاری اونتی نہیں کہی جاتی۔ بھارتی ہم ستیہ کہتے ہیں۔ کہ یدی ہمارے ویسٹرن بھرتا گن اس دیش میں ٹرورخن سے کام لیتے تو جس کام پر ہزاروں روپیہ اٹھے وہ کام تھوڑی سی کوڑیوں سے نکلجاتا۔ اور سہج کے بھارت کبھی کا کرسچن ہوجاتا۔ دیکھئے "سالویشن آرمی" میں کچھ ٹرورخن دکھا جاتا ہے۔ یہی کارن ہے کہ کتنی فوج کی تھوڑے سے سمے میں کیسی اونتی ہوئی ہے۔ تب سنیاسی مشن نے کیوں نہیں کی؟ سنیاسی مشن بہت کچھ کرتا آیا کر رہا ہے اور آگے کر دکھائے گا۔ جس پرکار ہمارا مشن بھارت باسیوں کو امرت رس کو جس کو گرل وہ جانتے ہیں امرت جل بنا سکے پان کرانا کیا سادھارن کارج ہے۔ بولو بھیاجون۔ یہی جون۔ بڈھا بھارتی بڑی شیخی بگھارتا ہر سادھارن بھانت ہماری مشن کی رپورٹس چھپنا اور بٹنا۔ ہماری مشن کے ٹرورخن کے بردہ ہونا ہے۔ اس میں کوئی چوری اور ڈاکہ کی بات نہیں۔ اور دیکھئے!

(۲) سینتا لک۔ ماسک۔ دھارمک پتر۔ کیا آپکی منڈلی میں دھارمک سماچار انواد ہوتا ہے یا نہیں؟ بھارتی ماس بھی۔ جون پرشن بھی گرما گرم۔

بھائی میرے! آپکا پرشن ایک ہی ہے۔ یہہ بڈھا بڑھاپے میں بھولجا! جب پرشن ایک تو اتر بھی ایک ہی ہونا اوچت ہے۔ کچھ چنتا نہیں (۲) کے سمبندھ میں دو ایک باتیں کہے دیتے ہیں۔ سماچار پتر بھی ہر ان کی بھانت پوترتا اور سندرتا کے ساتھ پرکاش ہوتے ہیں۔ ہمارے پتروں کو تیاگی یوگی۔ راج دودوان ٹرورڈ منتری مہاشے اڈٹ کرتے ہیں۔ ان پتروں میں ادھک ریلیجس سبجیکٹ ہوتے ہیں۔ ایک بھاگ میں سوشیل۔ مورل نیکیہ۔ اتر بھاگ میں شورٹ مشن نیوز نوٹس ہوتے ہیں پولیٹیکل سبجیکٹس نہیں ہوتے۔ ان پتروں کی نیو چھاور (قیمت) سے ہمارے مشن میں بڑی بھاری سہانتا پہنچتی ہے۔ ان پتروں کو ہمارے یہاں کے میمبرس بڑے آکیہ جان کے ہاتھ سے لگاتے ہیں۔

ان سماچار پتروں کا پھل سے کسی میمبر سے اپمان ہوجائے تو کل منڈلی جو کچھ اوچت سمجھے دنڈ کرتی ہے بھارتی اور دیکھئے! ہماری مشن میں جتنے ریلیجس پتر آتے ہیں سب آدر مان کیا جاتا ہے۔ ہماری مشن کے کسی میمبر کو ادھکار نہیں کہ کوئی پتر یا پستک کسی سے ڈائرکیٹ (براہ راست) لیوے۔ کیول اپنے گروہت (دنیادار) سیوک اور بھگتوں کے دوارہ "انڈین ٹیس" "اپی بھنی" "بمبئی گارڈین" "کرسچن پیٹریاٹ" "نور افشاں" "کوکب ہند" ساتیادی کا ہم لوگ ویسا ہی ستکار کرتے ہیں۔ جیسا اپنی مشن کے پتروں کا۔

سنیاسی مشن کے اتہاس میں یہہ پرتھم ہی اوسر ہے کہ سائیں سندر سنگھ جی اور بھرتا امر سدھو جی کی چھیڑ چھاڑ سے بھارتی کو نور افشاں میں لکھنے کی آگیا ملی۔ اسی بھانت کسی سمے ہمارے سماچار پتر بھی پرکاش ہونے لگیں۔ کرن جانے آپ لوگوں کی چھیڑ چھاڑ کا کیا پھل ہو۔ پیارے جون! کل ہی جون کی بات ہے کہ ہمارے یہاں کے بائی پوسٹ نے نور افشاں ۲ مئی ۱۹۱۸ء میں بھائی پی جون صاحب۔ بی۔ ایم ایس۔ بانکی پور کے لیکھ پر اوپدیش دیا۔ اور سب منڈلی نے اسی جون جون کے لئے سپیشل پرارتھنا آپ کی گئیں۔ بھارتی کو آگیا ملی کہ اوچت رپ سے اتر دیا جائے۔ یہی کارن ہے کہ یہ بڈھا ادیٹک ڈاک

پنجو تات یہہ منتری میمبر دعات ومکت یوگی
سماج (بھارتی)

کر تیاگ کر کے نور افشاں کے لئے لکھنے بیٹھ گیا۔

پورن آشا ہے کہ پیارے جون صاحب اور پاٹھک گن اتر سے سنتشٹ ہوکے اپنے بوڑھے بھارتی سے اس سمبندھ میں ادھک چھیڑ چھاڑ نہ کرینگے۔ کارن بڑھے کے پڑھے لکھے پڑھ پڑھ کے پاٹھک گن تھک نہ جائیں۔

اب یہی اشیرباد ہے کہ گرو ورنا شری ناشری ناتھ کا اگرہ پریمیشور تیہ کا پریم پوتر آتما کی سنگتی ہم سب کے ساتھ اب سے انت تک ہو۔ (شانتہ استو)

آپ کا منتر دریشوں سوامی نربھیانند
بھارتی۔ اچھا پورم۔

التماس

مکرم بندہ۔ آپ کا سوال خاکسار کی تعارف سے پرچہ نور افشاں مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۱۸ء میری نظر سے گذرا۔ اہم کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ حقیقت اگر نکاح کوئی چیز ہے تو کیا ہے۔ جہاں تک اس کی نسبت میرا خیال اور علم ہے تو صرف یہہ ہے کہ نکاح ہر دو فریق کی باہمی رضامندی کا بھی ہونا ضروری بلکہ لازمی ہے ۱ کرنتھیوں ۷: ۳۶-۳۸

ایک وقت جب میرا نکاح پادری صاحب نے پڑھا تھا تو مجھ سے یہہ دریافت کیا تھا کہ تم اس عورت کے ساتھ رہنے میں رضامند ہو۔ اور اسی طرح میری بیوی سے بھی۔ گویا مجھ کو تمام نکاح کی ترتیب کا مطلب صرف ظاہر ہوا کہ پادری صاحب اور تمام جماعت کے روبرو ہم ہر دو فریق کی باہمی رضامندی کا اقرار تھا۔ اور میں نے کوئی آیت وغیرہ اس مطلب سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا کہ جس کے پڑھنے سے نکاح پاک ہو جاتا ہے۔ اور نہ پڑھنے سے پلید رہتا۔

ہے۔ جس طرح کہ بعض محمدی لوگوں کا مقولہ ہے۔ کہ فلاں آیت کے عمل پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ مذہب اسلام سے یہ اور مجسٹریٹ بھی بروقت نکاح مرد و عورت سے باہمی رضامندی کا اقرار لیتا ہے۔ گویا قانون کا منشا بھی ان دو باتوں پر موقوف ہے کہ امن قائم رہے اور دوسرے رضامندی۔ اور یہی کلام الٰہی کا بھی منشا ہے۔ دیکھو پیدائش کی کتاب ۲۴ باب۔

اور پادری صاحبان بھی جو کتاب وغیرہ سے ترتیب ادا کرتے ہیں محض برکت نازل ہونے کے لئے گویا دعا وغیرہ کرتے ہیں یا نصیحت جیسا کہ پیدائش کی کتاب ۲۴ : ۵۸ ۔ ۶۰ میں لکھا ہے۔

باقیماندہ یہ سوال رہا کہ اُس عورت نے بپتسمہ نہیں لیا اُس کی نسبت بھی کلام الٰہی ہم کو دکھلانا ضروری ہے۔ اور کلام ہم کو اسباب کے لئے ۱ کرنتھیوں ۷ : ۱۰ - ۱۷ مخاطب کرتا ہے جن میں بچوں کا بھی فیصلہ ہے۔

پیارے بھائی ہمارا فرض ہے کہ ہم اس عورت کے حق میں دعا کریں کہ خداوند جو کہ دل اور دماغ کا خالق اور مالک ہے اُسکو اپنا اکلوتا بیٹا جو کہ نہ صرف اُس کے بلکہ تمام جہان کے لئے قربان ہوا ظاہر کرے بجز ایسے الفاظ جنکا استعمال کرنا ہم پر فرض نہیں استعمال کر کے اُس کے دل کو مسیح کے لئے سخت کریں۔ زیادہ سلام

آپ کا مسیح میں عزیز خاکسار دائی ۔ از مردان۔ ضلع پشاور

ضروری التماس

نور افشاں کا ہر ایک خریدار دس شریف پڑھے لکھے مسیحیوں کے نام لکھکر ایڈیٹر نور افشاں کے نام جلد بھیجے

غزل

بنا ہے دشمن جاں گو کہ صیاد جہاں اپنا
مگر ہے مونس دل عیسیٰ گردوں مکاں اپنا

نہ کیوں بے خار ہووے جادۂ عمر رواں اپنا
مرا ہادی خدا، روح القدس روح رواں اپنا

طبیب ظاہری شافی عالم۔ ماسوا تیرے
بھلا اغیار کیا جانیں تپ سوز نہاں اپنا

ہوئے زندہ ان عصیاں کھل گیا اعجاز عیسیٰ سے
ہوا ہے عندلیب دل جو سرگرم فغاں اپنا

سدا تائید یزداں ہو گی مشکل کشا اُسکی
کلام اللہ کو جس نے بنایا حرز جاں اپنا

مسیحا تو محافظ ہو مری جان پریشاں کا
نہ صفحۂ زندگی سے مرمٹے نام و نشاں اپنا

مسیحا باغباں ہو جب مری گلزار ہستی کا
بگاڑیگا بھلا کیا دست گلچیں خزاں اپنا

مسیحا تیرا دم ہے دافع افکار روحانی
ترا اسم مبارک ہو گیا آرام جاں اپنا

سفر ہے سخت مشکل المدد اے رہبر کامل
کہ پہنچے منزل مقصود پہ یہ کارواں اپنا

نہ ہوں کیوں محو مسیحا میں جلا کیوں نغمہ خواں صادق
وہی ہے یار اپنا۔ دوست اپنا نگہباں اپنا

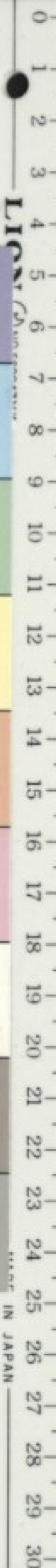
الراقم:۔
پروفیسر لاموایل۔ صادق۔ ایم۔ اے

اطلاع

۱ میں مسمات خانم جی زوجہ نوجسا ساکن مشو تحصیل کوہوٹہ۔ ضلع راولپنڈی حال وارد لاہور۔ لواحقین و رشتہ داروں کو مطلع کرتی ہوں کہ میں کچھ عرصہ سے مسیحی ہو چکی ہوں اور بذریعہ اصطباغ مسیحی جماعت میں شامل ہو کر خداوند کریم و نجات دہندہ یسوع کی ثنا خواں ہوں۔

اطلاع عام

گورنمنٹ کو یہ سنکر افسوس ہوا ہے کہ بعض بدنیت اشخاص کرنسی نوٹوں کو بٹا لئے بغیر لینے سے انکار کرتے ہیں۔ اس طرح انکار کرنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ کرنسی نوٹ قانونی طور پر ان پر کی مندرجہ رقم کے برابر ہوتے ہیں۔ اور اس لئے اُن کی قیمت اسی قدر چاندی کے روپوں کے برابر ہوتی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ اپنی واجب الوصول جملہ رقم مثلاً معاملہ زمین وغیرہ کی ادائگی میں ہمیشہ نوٹوں کو بخوشی لیتی ہے۔ اور اسی طرح قرضہ جنگ کی بابت بھی نوٹ لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بنک کے قرضوں کی ادائگی میں کرنسی نوٹوں کو اُن پر مندرجہ رقم کے عوض دے۔ اُس کا قرضخواہ اس کو یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ قرضہ کی رقم روپیہ یا کسی دیگر سکہ کی شکل میں ادا کرے۔ گورنمنٹ کا یقین ہے کہ جو افواہیں گورنمنٹ کے کرنسی نوٹوں کے خلاف اڑائی گئی ہیں وہ محض ایسے بدنیت اشخاص کا کام ہے۔ جو جانتے ہیں کہ یہ افواہیں بے بنیاد ہیں۔ لیکن اُن کو صرف اس غرض سے مشہور کرتے ہیں کہ ناواقف لوگوں کو ورغلا کر اُن کے نوٹ اُنکی اصل قیمت سے کم روپیہ ادا کر کے حاصل کریں اور خود نفع اُٹھائیں امید ہے کہ عوام الناس ایسے لوگوں کی ان دھوکہ بازیوں میں نہیں



پہنچیں گے۔ جو وہ صرف اپنی خود غرضی کی خاطر عمل میں لاتے ہیں۔ امید ہے کہ اس تنبیہہ کی اشاعت لوگوں کو اس دھوکہ میں پھنسنے سے بچائے گی اور وہ نوٹوں کو ان کی اصلی قیمت سے کم روپیہ لیکر فروخت نہیں کرینگے۔ اور اس طرح نقصان سے بچے رہیں گے۔

دستخط سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب

کلیسیا جموں کا رتن اُڑ گیا

عبرانیوں ۱۳؍۷

آپ سنہ ۱۸۶۲ء تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بمقام ساہووالہ میں پیدا ہوئے۔ ابھی چھوٹی ہی عمر تھی کہ آپ کو ڈسکہ سکول میں داخل کیا گیا۔ سکول کا کورس ختم کرنے کے بعد آپ کی دانائی دیکھکر آپ کو سکول میں ماسٹر بنایا گیا۔ اور اعلے درجے کے آپ مستقل ثابت ہوئے۔ یہاں تک مشنری کو خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ بورڈنگ کا حال جا کے دیکھوں۔ انہی ہی دنوں میں سمینری بھی پاس کرلی۔ کیونکہ پادری ولیم سکاٹ صاحب بہادر ایم اے بی ڈی گاہ بگاہ پڑھایا کرتے تھے۔ جو اکثر بیٹا کہہ کر بلاتے تھے۔ بعد اس کے ایک سال کے لئے آپ ریلوے گارڈ بھی تھے۔ اور انہی دنوں آپ کی شادی مسٹر نبی بخش ٹھیکیدار سکنہ لاہور کی لڑکی بنام آلوا سے ہوئی۔

چونکہ آپ ہر دلعزیز تھے اس لئے پھر مشن میں بلائے گئے اور بڑی خوشی سے اپنے خداوند اور نجات دہندہ کا کام شروع کیا۔ جموں شہر میں سات سال کے لئے آپ ماسٹر کے عہدے پر سرفراز تھے۔

تحمل مزاجی اور ملنساری بڑے درجہ کی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ریاست کے بڑے بڑے افسر بھی جانتے تھے۔ آپ کو خداوند کی خدمت میں مشغول رہنے سے عجیب خوشی حاصل ہوتی تھی۔ کیونکہ آپ کا بدن روح پاک کی ہیکل تھا۔ اور غیرت مند روح آپ میں بستی تھی۔

آخرکار جب خدا باپ کو یہ پسند آیا کہ آپ آسمان میں رہ کر اپنی خدمت کو پورا کریں تو اچانک ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا اور دو دن کے بخار آنے سے جناب پادری کے ڈی لعزرس ایک بیوہ اور پانچ بچے یتیم چھوڑ کر ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء صبح ۶ بجکر ۱۵ منٹ پر اس جہان فانی سے کوچ کر کے ابدی آرام میں داخل ہوئے۔

آپ کی لاش کو جناب پادری جے۔ اے اینگلنڈر صاحب بہادر بڑی عزت کے ساتھ جموں لے گئے۔ اور ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء دوپہر کو دفن کیا۔ آپ کی الوداعی کے لئے ہجوم نہایت ہی بڑا تھا۔ یہاں تک کہ ہر ملت و مذہب کے لوگ جمع تھے۔ اور ہیڈ ماسٹر معہ اپنے اسٹاف اور لڑکوں کے حاضر تھے خاصکر کرنیل دانشمند جو مہاراجہ صاحب کے خاص مصاحب ہیں تشریف لائے اور مرحوم کی بڑی تعریف کی۔ اور جنازہ بدستور جناب پادری اینگلنڈر صاحب نے کیا۔ اور آخر کار مٹی کو مٹی کے سپرد کر کے چلے آئے

آخر میں دعا ہے کہ الٰہی بیج جو مرحوم کے ذریعہ سے جموں میں بویا گیا ہے کوئی کوا دانہ نہ نکال لے بلکہ پھلدار ہو۔

اور خدا باپ مرحوم کی بیوہ۔ بچوں بھائی بہنوں اور دوستوں کو تسلی بخشے (راقم [illegible])

ایک لاکھ چوالیس ہزار

گذشتہ سے پیوستہ

عبارت کے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جماعت جو ایک لاکھ چوالیس ہزار کی ہے اس بڑی مصیبت کو بڑی برداشت اور صبر اور ایمان سے عبور کر کے نکل آئی ہے۔ اسی مصیبت کے ایام میں ان کی مسیحی زندگی بھی رہی۔ اس مصیبت کا ذکر خداوند آپ ہی کی معرفت بھی کرتا ہے جو ۱۲:۱ میں پایا جاتا ہے ایسی تکلیف کا وقت ہوگا جو امت کی ابتدا سے لیکر اس وقت تک کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد ایک رہائی کا ذکر ہے۔ اور اس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جسکا نام کتاب میں لکھا ہوا ہوگا۔ رہائی پاوے گا۔ یہ رہائی وہی ہے جسکا ذکر اور مکاشفات کی کتاب میں سے لیا گیا ہے یعنی **برکت اور رہائی** مسیحی کلیسیا کے لئے جو آنے والی مصیبت کے زمانہ میں سے ملنے والی ہے۔ اس واسطے اے ناظرین اور مسیحی بھائیو آپ کو بہت ہوشیار اور بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ اور اپنی زندگی کی راہوں پر غور کرنے کا ابھی موقعہ ہے کہ اگر وہ دن آج سے شروع ہو جاوے تو آپ کی کیا امید ہے۔ کیا اب تک وہ عمل مہر کا آپ پر جاری ہے یا لگ گیا ہو یا نہیں۔ کیا آپ اس مسیحی جماعت میں ایمانی اور یقینی طور سے پوری شراکت رکھتے ہیں یا نہیں جو اس زمانہ میں بڑی مصیبت سے بچنے کے لئے خدا کے فضل سے فرشتہ کے عمل کے ذریعے تیار کی گئی اور کیجا رہی ہے۔ اگر آپ اس زمانہ

کے آنے سے پہلے اس زمانہ سے جدا ہو جاویں تو اس آرام اور خوشحالی کے زمانہ میں وہ نشان آپ پر اب سے یا مسیحی ایمان کے وقت سے مقرر ہونا لازمی ہے جس کا ذکر مکاشفات ۷ : ۳ و ۹ : ۴ میں پایا جاتا ہے۔ آپ غور فرمائیے کہ اگر اب تک جاری نہیں تو آپ ایسی ریت پر بیٹھے ہوئے ہیں جس کے نیچے پانی بہ رہا ہے۔ اور انجام بڑی ہلاکت ہوگا۔ جس کا ذکر آپ نے کتاب مقدس میں بار بار پڑھا اور سنا ہوگا۔ یہ موقعہ اور آج کا دن ہر مسیحی کے لئے اور غیر مسیحی کے لئے ضرور غور اور فکر کا موقعہ ہے کہ زندہ خدا کی مہر کے عمل میں داخل ہو جاوے۔ غیر مسیحی جو خداوند کی ہر ایک برکت اور آسمانی راز اور روحانی نعمتوں سے دور ہیں اُن کو قدم بقدم اور درجہ بدرجہ خداوند مسیح کے پاس مہر کے عمل سے پہلے بہت اور سب قوموں کی ضرورت ہے۔ پر توجہ اے میرے مسیحی بھائی مدت سے مسیحی ہے اور بار بار مسیحی تعلیم کی باتیں پا چکا ہے کیا اب تک مہر کے عمل کے بغیر رہیگا یا اب سے مہر کے حاصل کرنے کے درپے ہو جاوے گا۔ انتظار کیجئے کسی وقت تبلاؤنگا کہ وہ مہر کیا ہے۔ دیکھو فی الحال حزقیل ۹: ۱-۷ اور مکاشفات ۷ : ۳ و ۴

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب سے ــہ ــہ ــہ
غیر ممالک سے ــہ ــہ ــہ ۳ ـــہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا ⅛ حصہ	۸/	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	صہ
پورا کالم	عہ	صہ	ـہ
پورا صفحہ	صہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام مرزا گل براؤن چھپا